IQBAL REVIEW (66: 1)
(January – March 2025)
ISSN: P0021-0773
ISSN: e3006-9130

اقبال کی فکر کے تناظر میں مغربی جدیدیت اور مصنوعی ذہانت کے عناصر

Elements of Western Modernism and Artificial Intelligence in the Context of Philosophical Thougths of Iqbal

پروفیسر ڈاکٹر نوید جمیل ملک
ڈین فیکلٹی آف ہیومینیٹیز
اینڈ سوشل سائنسز،
ڈائریکٹر سنٹر فار رومی اینڈ اقبال سٹڈیز،
یونیورسٹی آف سیالکوٹ، سیالکوٹ، پاکستان
عدیلہ حسین
ریسرچ سکالر، شعبۂ تعلیم،
گورنمنٹ کالج وویمن یونیورسٹی،
لاہور،

ABSTRACT

This research paper analyses Allama Iqbal's philosophical views about Islam and *Jadidiat* or Modernity in the light of Age of Artificial Intelligence or AI in the hope to

chart new ways for further studies in his thoughts. This paper employs a qualitative research method in order to establish how Iqbal envisaged Islam as a living tradition capable of registering interesting with modernity. Focusing on Iqbal's approach toward emergence of the Islamic mysticism with the sciences, the paper investigates the potential of his thought for reflecting on the ethics of AI. A dilemma of modern meaning of *khudi* or selfhood is discussed to comprehend how elements of Iqbal's philosophical system call for moral inspiration in the contexts of AI-dominated age. Consequently, this study discusses the applicability of Iqbal's thought to modern technological transference of the subject, the goal of presenting possible ways for an Islamic integration of AI based on the either/or dichotomy and faith.

Keywords: Islam and *Jadidiat*, Modernity, Artificial Intelligence, Islamic Mysticism, Selfhood, Moral Inspiration

دورِ جدید اور نظامِ افکارِ اقبال

اقبال بیسویں صدی کے ایسے منفرد طرز کے مفکر اور صوفی شاعر ہیں جن کے ہاں انسان کے ذہنی، سماجی، اخلاقی، قلبی اور روحانی رویوں، معاملات اور مسئلوں کا احساس ملتا ہے۔ آپ اُن بڑے شعرا میں سے ہیں جو ہمیشہ تعمیر اور تخریب کے سنگم پر نمودار ہوتے ہیں۔[۱] جن کے ہاں ایک طرف تو نئے زمانے کی نمو کے ساتھ ساتھ اُس کی شکست و ریخت کا احساس و عرفان اور دوسری طرف تابناک ماضی کے نظم و ضبط کا احترام موجود ہوتا ہے اور جو آنے والے زمانے کی چاپ کو سننے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ ایسے عظیم انسانوں کو سبھی نئے اور پرانے لوگ اپنا سمجھتے ہیں، اُنہیں اپنانے اور اُن کا بن جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اقبال فکری طور پر جن فلسفیوں یا افکار سے متاثر ہوئے، اُن کی نوعیت عام طور سے ادبی اور تخلیقی ہے۔ انسان کے ذہنی اور جذباتی رویوں اور جدیدیت پر مبنی فکرِ اقبال میں اشتراک کے عناصر اِسی لئے دکھائی دیتے ہیں۔[۲]

اقبال کاروانِ وجود کو ہمیشہ متحرک اور سکون و ثبات کو صرف فریبِ نظر کہتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ انسان ہر لمحہ اپنی تخلیق کرتا رہتا ہے اور اِس طرح وہ مادی دنیا کے جبر کا پابند نہیں ہے۔ اِس تخلیقی اختیار کی توجیہ صرف عقل کی تابع اِس وجہ سے نہیں ہوتی کہ عقل سماجی فیصلوں کے جبر کو کسی نہ کسی شکل میں تسلیم کر لیتی ہے۔ اقبال اِسی لئے اُس جہاں میں زندہ رہنے کی حمایت کرتے ہیں، جس میں فرداو دوش کا تفرقہ نہیں اور جو اپنی روح یا باطن میں زندہ رہنے کے مترادف ہے۔

کھو نہ جا اِس سحر و شام میں اے صاحب ہوش
اِک جہاں اور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دَوش[۳]
گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نُور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے[۴]

اقبال اور تحقیق کی اہمیت

اقبال نے بھی اپنی شاعری میں جابجا اِس حقیقت پر زور دیا ہے کہ جب تک انسان ارادہ و عمل کی قوت سے محروم رہتا ہے، اُس کی ہستی خام ہوتی ہے اور مٹی کا یہ وجود شوق کی حرارت میں تپنے اور پختہ ہونے کے بعد ہی شمشیرِ بے زنہار بنتا ہے۔ زندگی ذوقِ پرواز کا نام ہے اور پرواز اُسی وقت ممکن ہے جب انسان کی نگاہ نئے جہانوں کی متلاشی ہو۔

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سرِ آدم ہے، ضمیرِ کُن فکاں ہے زندگی[٥]
وہی جہاں ہے ترا جس کو تُو کرے پیدا
یہ سنگ و خشت نہیں، جو تری نگاہ میں ہے[٦]

فکرِ اقبال واضح کرتی ہے کہ قوموں کے کمال و زوال کی کسوٹی علمی ترقی ہے۔ اقبال ہمیں یاد دہانی کرواتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات میں علم و حکمت کو خیرِ کثیر قرار دیا گیا ہے اور تسخیرِ کائنات کے لیے عقل و فہم کو بروئے کار لانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اقبال کے خیال میں جب مسلمانوں نے عقل کے استعمال اور علم و تحقیق کی طرف سے ہاتھ کھینچ لیا تو اسلامی دنیا میں فکر و خیال کا چشمہ خشک ہو کر رہ گیا اور وہ یورپ جو کبھی مسلمانوں کی علمی روایات کا خوشہ چیں تھا بالآخر علمی و فکری میدان میں اِس قدر آگے بڑھ گیا ہے کہ آج اسلامی دنیا مکمل طور پر یورپ کی علمی حتیٰ کہ معاشرتی سیادت قبول کرنے کو بھی تیار ہو چکی ہے۔[٧]

اقبال نے اپنے پہلے خطبے میں علم کے مذہبی تجربہ کے حوالے سے گفتگو کی ہے اور فرمایا ہے کہ اسلامی دنیا روحانی لحاظ سے نہایت سبک رفتاری سے مغرب کی طرف قدم بڑھا رہی ہے۔ یہاں یہ نکتہ توجہ طلب ہے کہ اقبال نے اسلامی دنیا کی مغرب کی طرف پیش قدمی کو روحانی پیش قدمی قرار دیا ہے۔ حالانکہ مغرب میں نہ اسلامی دارالعلوم ہیں اور نہ ہی فقہ و تفسیر کی تعلیم کے بڑے مراکز۔ حیرت ہے اِس کے باوجود آپ اِسے روحانی پیش قدمی قرار دیتے ہیں۔ درحقیقت علم انسان کی روحانی صلاحیتوں کو جلا بخشتا ہے۔ جب تک دنیا میں مسلمانوں کو علمی سرفرازی حاصل تھی وہ مادی، عسکری اور سیاسی برتری کے ساتھ ساتھ روحانی لحاظ سے بھی بلند مقام پر متمکن تھے اور جب مسلمان علمی پسماندگی کا شکار ہوئے تو مادی، عسکری اور سیاسی نکہت تو ایک طرف، روحانی لحاظ سے بھی پستیوں کی طرف بڑھنے لگے۔ اِسی لیے اقبال علم و تحقیق کے لیے ہر ممکن جدوجہد کو کھوئی ہوئی روحانی میراث کو پانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اُن کے خیال میں قومی ترقی میں علمی ترقی روح کا درجہ رکھتی ہے۔[٨]

Knowledge Worker Age میں اقبال کے پاکستان کا مستقبل نالج اکانومی (Knowledge Economy) سے ہی وابستہ ہے۔ پسماندگی، جہالت، انتہا پسندی، غربت اور عدم برداشت جیسے مسائل کا حل آج بھی حکیم الامت سے پوچھا جائے تو وہ علم (روحانی میراث کو پا لینے والا علم)، جدید تعلیم اور تربیت پر توجہ ہی سے ممکن ہے۔ بیسویں صدی میں پہلی عالمی جنگ، عثمانی سلطنت کے زوال اور پھر دوسری عالمی جنگ کے بعد مسلم دنیا اپنی تاریخ جس دور سے گذر رہی تھی یہ وہ دور تھا

جب شاید ہی کوئی مسلم ملک صحیح معنوں میں آزاد اور مامون قرار دیا جا سکے۔ ایسے میں علامہ محمد اقبال اِس نتیجے پر پہنچے کہ مستقبل میں مذہب اور سائنس کے مابین خلیج کم سے کم تر ہوتی جائے گی اور ایک وہ دور بھی آئے گا جب علم میں اضافہ معرفتِ الٰہی میں اضافہ متصور ہوا کرے گا، نہ کہ اُس سے متصادم اور متحارب۔ جب تک ہم علم کو کسی تہذیب کے ساتھ لازم و ملزوم کرنے کی بجائے، بنی نوع انسان کی مشترکہ میراث تسلیم نہیں کریں گے علامہ اقبال کی فکر کے ساتھ انصاف نہیں کر پائیں گے[۹]۔ اور اب تیسری عالمی جنگ اور ملحمۃالکبریٰ کا جو منظر نامہ تیار ہو رہا ہے اِس کے پس منظر میں ایک عالمگیر اور فزوں تر علمی اور روحانی میراث ہی "اجتہاد فی الاسلام" کے زیرِ سایہ جہاد فی سبیل اللہ کی صورت میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

ہمیں فکرِ اقبال کی روشنی میں علم و تحقیق کے حوالے سے فکری اجتہاد کی ضرورت ہے اور اِس اجتہاد میں نئی نسل کو شامل کرنا بھی ضروری ہے کہ اقبال کو اِسی نسل پر اعتماد ہے۔[۱۰] علامہ اقبال فرمایا کرتے تھے کہ گذری ہوئی نسل کے مقابلے میں نئی نسل کے لیے اجتہاد زیادہ آسان ہے۔ اِس لئے مصنوعی ذہانت کے اِس دور میں ہمیں اور ہماری جامعات اور تمام تعلیمی اداروں کو بشمول یونیورسٹیز کو فکرِ اقبال کی روشنی میں تحقیق و تعلیم و تربیت کی نئی روایت کی بنیاد ڈالتے ہوئے علم دوستی اور انسان دوستی کی نئی تحریک شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں محکمہِ تعلیم سے منسلک تعلیمی اداروں، اعلیٰ تعلیم کے کمیشن، اعلیٰ تعلیم کی دانش گاہوں اور تمام وفاق المدارس کو مصورِ پاکستان کی فکر کے ابلاغ کا ذریعہ بننے کی ضرورت ہے اور اِس کی روشنی میں ہم جدید اور اعلیٰ تعلیم پر زور دے کر مادی اور تہذیبی کے ساتھ ساتھ قلبی اور روحانی طور پر ترقی کر سکتے ہیں۔

اقبال اور تعلیمی فکر

اقبال تعلیم کے تین بنیادی پہلو بیان کرتے ہیں فلسفیانہ یا مذہبی پہلو، معاشرتی پہلو اور نفسیاتی پہلو۔ اقبال کے ہاں تعلیمی فکر کے چار ادوار ملتے ہیں۔ پہلے دور میں جسم اور ذہن کی فعالیت پر زور دیا گیا ہے، دوسرے دور میں نفسیات کی جگہ عمرانی تقاضوں نے لے لی، تیسرا دور عمرانیات سے فلسفے کی طرف رجحان لیے ہوئے تھا جس میں جسم وروح کی وحدت نے ایک مقصود بذات خودی کی شکل اختیار کی اور چوتھے دور میں سائنسی ایجادات کی وجہ سے پیدا ہونے والے معاشرتی تغیرات اُن کی توجہ کا مرکز بنے اور اُنہوں نے اجتہاد اور فکرِ دینی کی تعمیرِ نو پر زور دیا۔ اقبال خودی کی نشوونما کے لیے اَنفس اور آفاق، روح اور مادے، یعنی مذہب اور سائنس دونوں کا مطالعے کو لازمی سمجھتے ہیں۔[۱۱]

موجودہ نسل کا مسلمان اسلامی تہذیب سے بے بہرہ ہیں اُنکی منتہائے نگاہ سائنس ہے۔ اِسی وجہ سے وہ قوانینِ فطرت پر غور تو کرتے ہیں لیکن آیاتِ الٰہیہ کی نگہبانی کی طرف اُسکی نگاہ نہیں جاتی۔ جدید علوم کے ساتھ ساتھ اگر دین کی جامع تعلیم دی جائے تو اُنہیں آیاتِ الٰہیہ بھی دکھائی دیں گی۔ لادینی تعلیم شاید ذہن کو تو روشن کرتی ہے لیکن دل میں حرارت پیدا نہیں ہوتی۔ وہ فکر کو آزاد تو کرتی ہے لیکن اُسے مربوط نہیں کرتی۔ اور فکر میں وحدت کے بغیر نہ کردار میں وحدت پیدا ہوتی ہے نہ ہی سیرت میں پختگی آتی ہے۔(۱۲)

مُردہ لادینی افکار سے افرنگ میں عشق
عقل بے ربطیِ افکار سے مشرق میں غلام!(۱۳)
آزادیِ افکار سے ہے اُن کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادیِ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ(۱۴)

جدید تعلیم روح کی غذا کا سامان فراہم نہیں کر پا رہی، صرف شکم پری کا مقصد پورا کر رہی ہے۔

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم(۱۵)

اقبال کے نزدیک تعلیم کا محور ابدی سچائیاں ہیں جو مذہب ہمیں فراہم کرتا ہے۔ دینی عقائد اور اقدار ہی کی اساس پر زندگی کی سطح کو بتدریج بلند کرنے کے لیے ایک مستحکم اور متناسب عمرانی نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔ تعلیم کا اصل مقصد چونکہ معاشرتی استحکام ہے، اِس لیے اقبال خالصتاً مذہبی مفہوم میں ابدیت کے نظریے کے حامی ہیں، لیکن تعلیم کا مقصد اُن کے نزدیک صرف معاشرے کی بقاء اور استحکام ہی نہیں، بلکہ اُسکی نمو اور ترقی بھی ہے۔

مصنوعی ذہانت کا دور اور فکرِ اقبال

تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں کے ہاں تحقیق کا رجحان موجود رہا اور اُس میں تصوف کا عنصر بھی شامل رہا تو اُن کا نظامِ تعلیم درست نہج پر استوار رہا۔ لیکن جیسے ہی مسلمانوں نے تحقیق کی ضرورت

اور اہمیت کو نظر انداز کیا، مادیت اور تساہل پسندی کا شکار ہوئے تو اُسکا واضح اثر مسلمانوں کی تعلیمی زبوں حالی پر منتج ہوا اور مسلمان اپنی روایتی شناخت اور امتیاز سے محروم ہوتے چلے گئے۔[۱۶]

کس طرح ہوا کند تیرا نشترِ تحقیق
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک[۱۷]

عصری تعلیمی اداروں میں عصری علوم وفنون کے ساتھ ساتھ ایک سچے، بصیرت وحکمت سے بہرہ ور مسلمان کی تربیت کا شعور ہونا ضروری ہے۔ ہر دور میں اور بالخصوص مادیت اور جدیدیت کے موجودہ دور میں نئی نسل کو گمراہی اور کج روی سے محفوظ رکھنے کے لیے ہمیں اقبال کے دیئے گئے طرزِ تعلیم سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے جس کی بنیاد میں روحانی عنصر کا نمایاں مقام ہے اور صوفیانہ رنگ اِس میں پنہاں بھی ہے اور نمایاں بھی۔[۱۸]

اِس لئے انسانی شخصیت کے روحانی پہلو کو تعلیم وتربیت میں یکسر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ انسانی شخصیت کے ہمہ جہت پہلو مثلاً، قوتِ استدلال، نُدرتِ خیال، حلاوتِ ایمانی، جذبِ اندرونی، حسن و خدمتِ خلق مسلمان طلبہ کی تربیت کا لازمی جزو ہیں۔ صوفیا و اولیاء کے تمام ہی دبستانوں میں بشمول دبستانِ اقبال میں انسان کی ہمہ پہلو جسمانی، قلبی، ذہنی، اور روحانی نشوونما کے مختلف مدارج کا احوال نظر آتا ہے ۔ جدید دور میں جسے مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) کا دور بھی کہا جاتا ہے ذہانت صرف عقل تک محدود نہیں بلکہ ذہانت کی بہت سی اقسام بیان کی جاتی ہیں جن میں عقلی ذہانت (Mental or Intellectual Intelligence)، جسمانی یا بدنی ذہانت (Physical Intelligence)، قلبی ذہانت(Emotional Intelligence)، اور روحانی ذہانت (Spiritual Intelligence) کا قابلِ ذکر ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ روحانی ذہانت کا جو سادہ سا مفہوم ہے، وہ ہے، "اللہ سے تعلق"۔

اِک دانشِ نورانی، اِک دانشِ برہانی
ہے دانشِ برہانی، حیرت کی فراوانی[۱۹]

مصنوعی ذہانت یعنی Artificial Intelligence کے دور میں فی الوقت تو مشین یا سافٹ ویئر عقلی ذہانت میں اور جسمانی ذہانت میں تو آگے ہو سکتا ہے لیکن مشین اور سافٹ ویئر اب تک تو قلبی ذہانت اور روحانی ذہانت میں انسان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ AI کے اِس دور میں مادیت سے ممکنہ حد تک کنارہ کرتے ہوئے روحانیت یعنی Spiritual Intelligence کے ذریعے اعلیٰ مقاصد کی حصول کے

ساتھ سر بلندی مخصوص لوگوں کے لئے مختص نہیں اور ایسا ہر گز نہیں کہ معدودے چند کے سوا باقی انسانوں کو قدرت نے روحانی طور پر اپاہج پیدا کیا ہے۔

عقل گو آستاں سے دور نہیں
اِس کی تقدیر میں حضور نہیں[۲۰]

اِک جنوں ہے کہ با شعور بھی ہے
اِک جنوں ہے کہ با شعور نہیں[۲۱]

وہ پرانے چاک جن کو عقل سی سکتی نہیں
عشق سیتا ہے انھیں بے سوزن و تارِ رفو[۲۲]

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ[۲۳]

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں[۲۴]

زمانہ عقل کو سمجھا ہوا ہے مشعلِ راہ
کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحبِ ادراک[۲۵]

ترے دشت و در میں مجھ کو وہ جنوں نظر نہ آیا
کہ سکھا سکے خرد کو راہ و رسمِ کار سازی[۲۶]

دنیوی تعلیم کی طرح روحانی تربیت بھی یکسوئی، لگن اور محنت چاہتی ہے۔ فکرِ اقبال میں اور صوفیاء کے ہاں تربیت کا عنصر اپنی معراج پہ نظر آتا ہے، جو ایک انسان کو اُسکے مادی وجود سے آگے روحانی منازل کا مسافر بناتا ہے۔ اِن فقیروں کی بات میں دم ہے، سچائی ہے، اِن کے افکار کی تردید نہیں کی جا سکتی۔ بطور اعلیٰ پائے کی ذہانت سے بہرہ مند انسان، تمام صوفیاءِ کرام اور اقبال کا اندازِ تربیت واضح، سادہ، عام فہم اور پُر تاثیر ہے۔ اِن کی ذہانت اور عقل کے نشان اُس شہر سے جا ملتے ہیں جسے شہرِ علم کہتے ہیں۔

دل نے سن کر کہا یہ سب سچ ہے
پر مجھے بھی تو دیکھ، کیا ہوں میں
رازِ ہستی کو تو سمجھتی ہے
اور آنکھوں سے دیکھتا ہوں میں
ہے تجھے واسطہ مظاہر سے
اور باطن سے آشنا ہوں میں
علم تجھ سے تو معرفت مجھ سے
تُو خدا جُو، خدا نما ہوں میں
علم کی اِنتہا ہے بے تابی
اِس مرض کی مگر دوا ہوں میں
شمع تو محفلِ صداقت کی
حُسن کی بزم کا دِیا ہوں میں
تُو زمان و مکاں سے رشتہ بپا
طائرِ سِدرہ آشنا ہوں میں
کس بلندی پہ ہے مقام مرا
عرش ربِ جلیل کا ہوں میں (۲۷)

مادیت، روحانیت اور انسانیت

گزشتہ کئی صدیوں سے سائنس اور پھر جدید سائنس کا دور چلا آ رہا ہے اور سائنس صرف اور صرف مادی حقیقت کو قبول کرتی ہے۔ اُس کی بنیاد پر رائج تعلیمی، سیاسی، معاشی اور سماجی ادارے سب کے سب مادہ پرست ہیں اور کسی ایسی حقیقت کو نہیں مانتے جسے مادی طور پر ثابت نہ کیا جا سکے۔ (۲۸)

سائنس نے مادی سطح پر بہت ترقی کی ہے لیکن انسان کی ضروریات صرف مادی نہیں ہیں۔اِس کے جذبے، اِس کے احساسات اور شعور کچھ اور بھی چاہتے ہیں جس سے مادہ پرست معاشرے مکمل طور پر رو گردانی کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے فرد کو اُس کی ذاتی زندگی میں بغیر کسی باطنی سہارے کے تنہا چھوڑ دیا ہے۔ اِس لئے آج کا انسان اندر سے خالی، ادھورا اور سب کچھ ہوتے ہوئے بھی زندگی سے غیر مطمئن ہے۔ وہ اپنی ٹکڑوں میں بٹی ہو ئی ذات (Stephen R. Covey کے جزوی (Fragmented Person) کو اکٹھا کرنا چاہتا ہے، نٹشے کا Covey ، Perfect Man کا مکمل انسان(Whole Person) یا اِن سے بلند تر اقبال کا مردِ مومن بننا چاہتا ہے، مگر اُسے اپنے باطن ، اپنی خودی(Inner voice) کو سنوارنے کی تعلیم ہی نہیں دی گئی بلکہ اُسے اِس سے بے بہرہ رکھا گیا ہے۔ اگر ہمارے تعلیمی ادارے، ہمارا معاشرہ شریعت کے اصولوں کے تحت روحانیت اور مابعد الطبیعات (Metaphysical Science) کی تعلیم کو عام کر دے تو لوگ اللہ کی عطا کردہ روحانی قوت سے مالا مال ہو جائیں گے اور وہ پوری انسانیت بلکہ دھرتی کی گود میں پلنے والی ہر مخلوق سے ایک گہری یگانگت کا رشتہ محسوس کریں گے کہ یہی اعلاء کلمۃ اللہ کا مقصد ہے۔[٢٩]

شعبہِ تعلیم، جامعہ سیالکوٹ میں فکرِ اقبال پر تحقیق

اب ضرورت اِس امر کی ہے کہ فکرِ اقبال کی بنیاد پر صوفیانہ اندازِ تعلیم و تربیت کو تحقیق کا موضوع بنایا جائے۔ کیونکہ تحقیق ہی کی بنیاد پر کسی خاص شعبہِ علم میں کوئی مکتبِ فکر جنم لے سکتا ہے۔ تحقیق کسی قسم کی گروہی اور جذباتی عصبیت سے آزاد ہوتی ہے۔ اہلِ علم کا اندازِ تحقیق خالص عقلی اور غیر جذباتی پیمانوں پر پرکھا جاتا ہے۔ لیکن اِس کے ساتھ ساتھ اختلافِ ذوق کے اثرات بھی روحانی تربیت میں نمایاں اثر رکھتے ہیں۔ اگر ہم اپنے قومی، سیاسی اور سماجی حالات پر مطمئن نہیں ہیں تو پھر ہمیں اپنے افکار و اقدار پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ اِس وقت ہمیں ایک ایسے معاشرے کا سامنا ہے جو روشنی سے گریز کرتا ہے اور جسے اندھیرے زیادہ مرغوب ہیں۔ جہاں جہالت کو کھلی چھوٹ ہے اور علم پر ہزار ہا پابندیاں ہیں۔ دورِ جدید میں جہاں انسان کی فکر اور تجربے میں غیر معمولی وسعت پیدا ہو چکی ہے وہاں انسان کی روحانی ضرورتیں بھی بدل رہی ہیں اِس لیے عصرِ حاضر کے تعلیمی اداروں میں عصری تعلیم کے ساتھ اساتذہ اور طلبہ و طالبات کی تربیت کو فکرِ اقبال اور صوفیاء کرام کے روحانی اندازِ تربیت سے منسلک کرنے کے لیے تحقیق کی روشنی میں تربیت کی راہ کو اپنانا ہو گا۔

بد قسمتی سے عصرِ حاضر میں ہمارے تمام طرز کے تعلیمی ادارے اِس اقلیم کو وہ خاص نہج نہیں دے پا رہے، لہٰذا اِس ضمن میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ بالخصوص اقبال اور صوفیاء اکرام بالعموم کی فکر پر مبنی تصورات، تعلیمات اور روحانی رہنمائی کے طریقہ کار سے استفادہ حاصل کیا جائے۔ جامعہ سیالکوٹ کے شعبۂ تعلیم نے کسی حد تک یہ بیڑا اُٹھایا ہے کہ نوجوان نسل کے (اساتذہ و طلبہ و طالبات) کو از سرِ نو فکرِ اقبال اور اپنے روحانی مکاتبِ فکر سے روشناس کرایا جائے اور اِن کی ذات کے روحانی پہلوؤں کو جدید درسگاہوں میں جِلا بخشی جائے اور طالبِ علم میں ایک ایسی تڑپ پیدا کی جائے جو اُسے روحانیت کی راہ کا مسافر بنا دے۔ [۳۰] اِس کاوش کے تحت قرآن پاک، نبی کریم ﷺ کی سیرت، سیدنا حضرت علیؓ کی نہج البلاغہ، شیخ فرید الدین عطارؒ کی منطق الطیر، مولانا محمد جلال الدین رومیؒ کی مثنوی، امام غزالیؒ کی احیاء العلوم، حضرت سلطان باہوؒ کی عین الفقر، شاہ ولی اللہؒ، بابا فریدؒ، بابا بلھے شاہؒ، علامہ محمد اقبالؒ کے عقلی، قلبی و روحانی کیفیات پر مبنی تعلیمات جو خالص توحید، معراجِ عشق، مقامِ آدمیت اور روحانی و قلبی و عقلی ارتقاء کے اسرار و رموز پر مبنی ہیں، سے اکتسابِ فیض کیا گیا ہے اور تحقیق کے ساتھ ساتھ محقق کی تربیت پر بھی توجہ مرکوز رکھی گئی ہے اور تربیت کا یہ سلسلہ تحقیق کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ تعلیم و تحقیق کے حوالے سے عصرِ حاضر میں فکرِ اقبال اور تصوف کی اہمیت کے تناظر میں جامعہ سیالکوٹ کے شعبۂ تعلیم کے تحت تکمیل شدہ ایم ایس ایجوکیشن کے مقالہ جات کے عنوانات ذیل میں حوالوں کے طور پر دیے گئے ہیں:

<u>Department of Education</u>

1. Epistemic Vision in Iqbal's Oeuvre: An Educational Perspective
2. Investigation on Motivational Leadership Traits in Iqbal's Poetry for Students' Career Path Planning: A Qualitative Study
3. A Study of Socrates and Iqbal's Concept of Self: A Theoretical Model of Transcendental Learning
4. Iqbal and Covey's Conceptualization of Self-Realization: A Comparative Analysis for Academic Setting

5. Spirituality in Educational Leadership – Inspiration from Rumi's *Masnevi*
6. Spiritual Mentoring of Teacher Leaders through Rumi's *Masnevi*: A Grounded Theory
7. Identification of Teacher Leadership Attributes from Attar's "*Mantaq-ut-Tayr*": A Theoretical Model
8. Sultan Bahu's Spiritual Journey and Contemporary Educational Leadership: A Mystic Model
9. Manifestation of Educational Leadership and Management in Punjabi Sufi Poetry
10. Educational Leadership in Iqbal's Oeuvre: A Model for the Knowledge Worker Age
11. Development of Leaders' Holistic Development Model from Rumi's *Masnevi*
12. Story Telling in Rumi's *Masnevi* for Affective, Emotional and Spiritual Development of Students and Teachers – An Exploratory Qualitative Study
13. Developing Mind Maps of Selected Stories of Rumi for Transformational Learning

اختتامیہ

حاصلِ کلام یہ کہ جدیدیت سے مغلوب ہوئے بغیر اِن سے استفادہ تو کیا جائے لیکن یہ یاد رہے کہ انسانیت کی معراج صرف مادی ترقی میں نہیں۔ مادی ترقی کے ساتھ انسانی کا شعوری اور روحانی ارتقاء اصل اہمیت کا حامل ہے۔اِس موضوع کو سمجھنے کے لئے اقبال کی تعلیمات سے استفادہ ازحد ضروری ہے۔ استفادہ حاصل کرنے کے لئے جن پہلوؤں کو مدِ نظر رکھنے اور اُن پر محنت کرنے کی ضرورت ہے اُن میں تعلیمی ماحول کے اندر اساتذہ، طلبہ وطالبات اور دیگر معاونین انتظامی امور سے منسلک افراد کی

جسمانی، ذہنی، قلبی اور روحانی ذہانتوں کو پروان چڑھانے کے لئے سائنسی بنیادوں پر منظم طرز پر مسلسل کوششوں کی ضرورت ہے [۳۱]۔ اِس مطلوبہ نہج پر فکرِ اقبال کی ترویج کے ساتھ ساتھ آج کے مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) کے دور میں تدریسِ اقبال کے جدید طریقے بھی متعارف کروائے جائیں۔ آج کے ڈیجیٹل دور کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے نئی نسلوں تک اقبال کا پیغام پہنچانے کے لئے جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے ایسے سافٹ ویئرز اور ایپس بنائی جائیں جنکی مدد سے بچوں کے لئے اقبال کی فکر اور شاعری پر مبنی مضامین دلچسپ انداز میں پیش کئے جائیں جن میں تربیت کا پہلو بھی نمایاں اور قابلِ فہم ہو۔ ایسی ایپس تیار کرتے ہوئے یہ بات شعور میں رہنی چاہیئے کہ کسی طور AI کی بنیاد پر بننے والی مشین اور سافٹ ویئر انسان پر غالب نہ آئے بلکہ وہ انسان کے لئے سہولت کار بنے نہ کہ اُس کی مادی اور روحانی دنیا میں وبال کی سبب بن کر اُسے اُس کے مقام سے مزید گرا دے۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا [۳۲]

اسلاف کے ادوار کی طرح آج مصنوعی ذہانت کے دور میں بھی ایسی مشینوں اور سافٹ ویئر یا ایپس کو استعمال کرتے ہوئے وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو فکرِ اقبال، صوفیاء اور اولیاء اللہ کی تعلیمات کی بنیاد پر تحقیق و تربیت کے ذریعے تمام تر ذہانتوں میں اعلیٰ درجات حاصل کرنے کے انتھک اور مسلسل سفر میں عقل و عشق کے مقامات کو جان کر، سمجھ کر، اہلِ دل، اہلِ روح اور اہلِ دانش اساتذہ کی کامل رہنمائی میں اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے رہیں گے۔

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
میرے مولا مجھے صاحبِ جنوں کر [۳۳]
تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰ، عقل تمام بولہب [۳۴]

***

حوالہ جات وحواشی

(١) پروفیسر بختیار حسین صدیقی، اقبال بحیثیت مفکر تعلیم، اقبال اکادمی، ٢٠١٢

(٢) ڈاکٹر عبدالستار نیازی، عہد حاضر میں تدریس اقبال کی اہمیت وضرورت، معیار جریدہ، ٢٠٢٣

(٣) علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ٢٠١٨، ص ٤٠٣

(٤) ایضاً، ص ٤١٢

(٥) ایضاً، ص ٢٨٧

(٦) ایضاً، ص ٣٩٩

(٧) پیر عبداللطیف خان نقشبندی، اسلام و روحانیت اور فکر اقبال، صفحہ ٣٣٧ تا ٤٤٤ نشان منزل، ٢٠١٤

(8) Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, Stanford University Press, 2013

(٩) سلیم اختر، اقبال، شخصیت، افکار و تصورات، سنگ میل پبلیکیشنز، ٢٠٠٣

(١٠) ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات تعلیم، زوار اکیڈمی پبلیکیشنز، ٢٠١٤، صفحہ ٩ تا ١١

(١١) محمد احمد خان، اقبال اور مسئلہ تعلیم، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ١٩٧٨

(12) Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam, Stanford University Press*, 2013

(١٣) علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص ٥٩٥۔

(١٤) ایضاً، ص ٥٨٩

(١٥) ایضاً، ص ٣٧٣

(١٦) حافظ محمد شہباز عزیز، تصوف کی تعلیم بطورِ نصاب، مراۃ العارفین، انٹرنیشنل، ٢٠١٩

(١٧) علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص ٤٢٦

(١٨) کنیز فاطمہ یوسف، اقبال اور عصری مسائل، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ٢٠٠٥

(١٩) علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص ٣٥٨

(٢٠) ایضاً، ص ٣٧٩

(٢١) ایضاً، ص ٣٨٠

(٢٢) ایضاً، ص ٧٤٠

(٢٣) ایضاً، ص ٣١٤

(٢٤) ایضاً، ص ٣٧٩

(۲۵) ایضاً، ص۳۹۸
(۲۶) ایضاً، ص۵۸۷
(۲۷) ایضاً، ص۳۷
(۲۸) محمد احمد خان، اقبال اور مسئلہ تعلیم، اقبال اکادمی، پاکستان لاہور، ۲۰۲۱،
(۲۹) محمد اقبال، حق نواز، اقبال اور لذت پیکار، اقبال اکادمی لاہور، ۱۹۸۴
(۳۰) نزہت صدیقی، روحانیت اور تصوف: انسان کا خالق کائنات کے ساتھ یکتائی کا تجربہ، بلاگ ہم سب، ۲۰۲۰
(۳۱) ارشد محمود، تعلیم اور ہماری قومی الجھنیں، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۸، صفحہ ۱۴۸
(۳۲) علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص۲۰۷
(۳۳) ایضاً، ص۳۵۴
(۳۴) ایضاً، ص۴۳۹